توسل بالاموات پر ایک دلیل کا جائزہ!

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا، فَشَكَوْا إِلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ، حَتّٰى لَا يَكُونَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، قَالَ: فَفَعَلُوا، فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ، حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ، فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ.

''ایک دفعہ اہل مدینہ سخت قحط کا شکار ہوگئے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اس کیفیت کی) شکایت کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قبر رسول کے پاس جائیں اور وہاں سے ایک کھڑکی آسمان کی طرف کھولیں، اس طرح کہ قبر اور آسمان کے درمیان پردہ نہ رہے، اہل مدینہ نے اسی طرح کیا، تو بہت بارش ہوئی، خوب سبزہ اُگا اور اونٹ فربہ ہوگئے یوں لگتا تھا کہ ابھی پھٹ جائیں گے، لہٰذا اس سال کا نام عام الفتق (پیٹ پھاڑنے والا سال) رکھ دیا گیا۔''

(سنن الدّارمي: 58/1، ح: 93، مِشكاة المَصابيح: 5950)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔

① ابونعمان محمد بن الفضل عارم آخری عمر میں حافظے کی خرابی کا شکار ہو گئے تھے۔ امام دارمی رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جنہوں نے ان سے اختلاط سے پہلے سماع کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَغَيَّرَ بِآخِرَةٍ . ''آخری عمر میں حافظہ بگڑ گیا تھا۔''

(التّاریخ الکبیر :208/1)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِخْتَلَطَ عَارِمٌ فِي آخِرِ عُمُرِهٖ وَزَالَ عَقْلُهٗ، فَمَنْ سَمِعَ عَنْهُ قَبْلَ الْاِخْتِلَاطِ فَسَمَاعُهٗ صَحِيحٌ، وَكَتَبْتُ عَنْهُ قَبْلَ الْاِخْتِلَاطِ سَنَةَ أَرْبَعَ عَشَرَةَ، وَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ بَعْدَ مَا اخْتَلَطَ فَمَنْ كَتَبَ عَنْهُ قَبْلَ سَنَةَ عِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ فَسَمَاعُهٗ جَيِّدٌ .

''عارم آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے، ان کی عقل زائل ہو گئی تھی۔ جس نے ان سے اختلاط سے پہلے سماع کیا، اس کی سماع صحیح ہے۔ میں نے ان سے قبل از اختلاط سن ۲۱۴ھ میں سماع کیا، اختلاط کے بعد سماع نہیں کیا۔ پس جس نے ان سے سن ۲۲۰ھ سے پہلے پہلے حدیث لکھی، اس کا سماع درست ہے، (یعنی عارم ۲۲۰ھ میں مختلط ہو گئے تھے)۔''

(الجرح والتّعدیل لابن أبي حاتم : 59/8)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِخْتَلَطَ فِي آخِرِ عُمُرِهٖ وَتَغَيَّرَ حَتّٰى كَانَ لَا يَدْرِي مَا يُحَدِّثُ بِهٖ فَوَقَعَ الْمَنَاكِيرُ الْكَثْرَةُ فِي رِوَايَتِهٖ فَمَا رَوٰى عَنْهُ الْقُدَمَاءُ قَبْلَ اخْتِلَاطِهٖ إِذَا عُلِمَ أَنَّ سَمَاعَهُمْ عَنْهُ كَانَ قَبْلَ تَغَيُّرِهٖ .

''یہ آخری عمر میں سٹھیا گئے تھے، حافظہ اتنا بگڑ گیا تھا کہ انہیں کوئی پتہ نہیں ہوتا تھا کہ کیا بیان کر رہے ہیں، اس لیے ان کی روایات میں بہت سے منکر روایات شامل ہو گئیں۔ لہٰذا اگر جس کے متعلق معلوم ہو جائے کہ اس نے ان سے قبل از اختلاط سماع کیا ہے، (تو اس کا سماع درست ہے)۔''

(کتاب المَجروحین : 294/2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کا قول عبدالرحمٰن سلمی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

② ابوالجوزاء کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ وَحَدِيثُهٗ عَنْهَا مُرْسَلٌ .

''ابوالجوزاء نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں کیا، اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مرسل (منقطع) ہوتی ہے۔''

(التّمهید : 206/20)

امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی رجحان ہے۔ جیسا کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 331/3)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابوالجوزاء عن عائشہ کی ایک روایت کو منقطع کہا ہے۔

(التّلخيص الحَبير :559/1)

③ عمرو بن مالک نکری (حسن الحدیث) کی حدیث ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے، یہ روایت بھی اسی سے ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

''ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب :336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ اثر بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے بیان کیا ہے، لہٰذا غیر محفوظ ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بارش کے لئے قبر نبوی پر سے روشن دان کھولنے کا کہا تھا، یہ روایت ثابت نہیں۔ اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔ اس کے خلافِ واقعہ ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مبارکہ میں حجرہ مبارکہ میں کوئی روشن دان نہیں تھا۔ وہ حجرہ تو اسی طرح تھا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا کہ

اس کا بعض حصہ چھت والا اور بعض کھلا تھا۔ دھوپ اس میں داخل ہوتی تھی جیسا کہ صحیح بخاری (۵۲۲) و مسلم (۶۱۱) میں ثابت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرماتے تو ابھی حجرہ مبارکہ میں سایہ نہیں ڈھلا ہوتا تھا بلکہ دھوپ ہوتی، مسجد نبوی کے ساتھ یہ حجرہ اسی طرح قائم رہا۔۔۔ (پھر جب مسجد میں توسیع ہوئی) تو اس وقت سے حجرہ مسجد میں داخل ہو گیا۔ پھر حجرہ عائشہ کے گرد ایک بلند دیوار بنا دی گئی۔ یہی وہ حجرہ ہے، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے، اسا س کے بعد اس دیوار میں ایک کھڑکی رکھی گئی تا کہ صفائی وغیرہ کے لیے اس میں داخل ہوا جا سکے۔ لہذا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مبارکہ میں کھڑکی کی بات واضح طور پر باطل ہے۔''

(الردّ علی البكري، ص 68، 74)

اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے، تو بھی اس سے اہل بدعت والا وسیلہ ثابت نہیں ہوتا، اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے وسیلہ نہیں لیتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ صَحَّ ذٰلِكَ لَكَانَ حُجَّةً وَّدَلِيلًا عَلٰى أَنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَكُونُوا يُقْسِمُونَ عَلَى اللّٰهِ بِمَخْلُوقٍ، وَّلَا يَتَوَسَّلُونَ فِي دُعَائِهِمْ بِمَيِّتٍ، وَلَا يَسْأَلُونَ اللّٰهَ بِهٖ، وَإِنَّمَا فَتَحُوا عَلَى الْقَبْرِ لِتَنْزِلَ الرَّحْمَةُ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَكُنْ هُنَاكَ دُعَاءٌ يُّقْسِمُونَ بِهٖ

عَلَيْهِ، فَأَيْنَ هٰذَا مِنْ هٰذَا .

''اگر یہ روایت صحیح ہو، تب بھی اس بات پر دلیل ہوگی کہ صحابہ نہ تو اللہ کو مخلوق کی قسم دیتے تھے، نہ اپنی دعا میں فوت شدگان کا وسیلہ دیتے تھے، نہ اللہ سے اس کے وسیلے سے مانگتے تھے۔ انہوں نے تو صرف اس قبر مبارک سے روشن دان کھولا کہ اللہ کی رحمت نازل ہو۔ وہاں کوئی دعا تو نہیں مانگی تھی انہوں نے۔اس کا وسیلہ سے کیا تعلق؟''

(الردّ علی البِکري، ص 74)

حاصل کلام یہ کہ یہ روایت قائلین وسیلہ کے حق میں مفید نہیں۔

ایک الزامی جواب :

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهٗ يَعْلَمُ الغَيْبَ، فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُولُ : لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ .

''جو کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں، وہ جھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ''غیب کی باتیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

(صحيح البخاري : 7380، صحيح مسلم : 177)

ایک صاحب لکھتے ہیں:

''آپ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اپنی رائے سے ہے، اس پر کوئی حدیثِ مرفوع پیش نہیں فرماتیں، بلکہ آیات سے استدلال فرماتی ہیں۔''(جاء الحق:1/124)

عرض ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم غیب کے متعلق قول قبول نہیں، تو ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے متعلق یہ قول حجت کیوں؟ وہ اس پر کوئی آیت وحدیث پیش نہیں فرما رہیں، پھر اس پر یہ سہاگہ کہ یہ قول ثابت بھی نہیں ہے؟